سوال

(460) تفریق جماعت اور دوسروں پر لعن طعن کرنے کی ممانعت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1۔ اس طرف کچھ ایسے لوگ ہیں کہ آپس میں جب لڑتے ہیں، ایک دوسرے کو کافر مردود کہتے ہیں۔ وقت دینے الزام کے کہتے ہیں کہ ہاں ہم ایسے ہیں، ایسا کرتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کو یہ الفاظ کہنا جائز ہے؟

2۔ ہمارے یہاں ایک شخص آیا، کچھ مسائل میں گفتگو ہوئی۔ ہماری طرف سے چند تحریر پیش ہوئی۔ سب سوالات کا یہ جواب دیا کہ یہ سب غلط اور بے قاعدہ ہیں۔ کہا گیا غلطی دور کرکے بعد اصلاح قاعدے سے جواب دیا جائے۔ کچھ جواب نہ دیا، نماز کا وقت آیا۔ ہم میں سب عمل بالحدیث والے تھے، اس نے نماز جدا پڑھی۔ ہمارے علم میں اس دن کوئی کافر ومشرک نہ تھا۔ کیا تفریق جماعت کا الزام اس کے ذمہ نہ ہوا؟

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ کے خلاف نہ ہوا؟

3۔ اس طرف کچھ لوگ ہیں کہ اپنے سوا دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں جانتے۔ اگر ان کی خدمت گزاری نقد ازاں کی جائے تو اگرچہ وہ برا ہو، اس کو اچھا کہتے ہیں۔ اگر ان کو نہ دیا جائے یا کم دیا جائے تو اس کی مذمت کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ لوگ فی الشرع مذموم ہیں یا موصوف؟ موافق ادلہ شرعیہ جواب تحریر ہو۔

4۔ ان میں بعض ایسے ہیں کہ امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو برا کہتے ہیں۔ اگر وہ برے تھے یا صلحائے سلف کا برا کہنا ثواب ہو، اطلاع دیجئے۔ ہم لوگوں نے جو مسائل فقہ کے خلاف حدیث تھے، ترک کیے، حدیث پر عمل کیا، ہم برا کہنا صلحائے سلف اور خلف سب کا مذموم اور معیوب فی الدین جانتے ہیں۔

5۔ جو شخص کسی عالم متبع شریعت اور مروج سنن مصطفویہ کو بددین کہے، وہ شخص کیسا ہے؟ مدلل بآیات وحدیث جواب ارشاد ہو۔

6۔ آیت فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ کا شان نزول کیا ہے؟

7۔ اگر کوئی شخص درازاللحیہ جس کے بال پھٹ کر خراب ہوتے ہوں، کسی قدر کترا ڈالے تو عند الشرع جواز اس کا ہے یا وہ شخص ملامت کیا جائے؟ بعد کترانے کے بھی ڈاڑھی ہنوز یکمشت سے زائد باقی ہے اور ہمیشہ کترانے کا عادی نہیں ہے، نہ اُس کے قصد کا عازم ہے؟

8۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مرتکبان کبیرہ جو بدون توبہ مرگئے ہیں، اُن پر عذاب ہونا ضرور ہے۔ دوسرا کہتا ہے، مرتکبان کبائر کے واسطے قرآن وحدیث میں وعید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے عذاب کرلے، چاہے بدون عذاب محض بتفضل وکرم اپنے یا بذریعہ شفاعت شافعان بخش دے، اس میں کس کا قول حق اور صواب ہے؟ کیا حدیث میں ((ان شاء عذبہ وان شاء غفرلہ)) اور قرآن میں:

فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ نہیں آیا؟

یہ بات مجرمان کبائر کے واسطے ہونا ضروری ہے۔ یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے یا معتزلہ کا؟ اور گناہ کبیرہ بھی (مَا دُونَ ذَٰلِكَ) کے تحت میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1و5 مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کی شان میں اس طرح کے الفاظ "کافر" مردود وبددین" استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ جب کوئی شخص کسی کی شان میں اس طرح کے الفاظ استعمال کرتا ہے تو جس کی شان میں استعمال کیا ہے، اگر وہ درحقیقت ایسا نہیں ہے تو کہنے والے ہی پر وہ الفاظ لوٹ پڑتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو ایسے الفاظ کے استعمال سے احتراز لازم ہے۔ کتاب "الترغیب والترہیب" (ص503) للحافظ المنذری میں ہے:

"عن عبداللہ بن عمر أن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: ((أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلاَّ رَجَعَتْ عَلَيْهِ)).[1](رواہ مالک والبخاری ومسلم وابوداود والترمذی)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو کہے "اے کافر! تو ان میں سے کوئی ایک ضرور (ایمان سے) کفر کی طرف لوٹا، اگر وہ جسے یہ کہا گیا ایسا ہے تو وہ کفر کی طرف لوٹا، ورنہ یہ حکم کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ سنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ((وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللَّهِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ، إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ))[2](رواہ البخاري ومسلم في حديث حار بالحاء المهملة والراء ای رجع اھ)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے کس شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا: اللہ کے دشمن! جب کہ وہ ایسا نہ ہو تو وہ بات اس (کہنے والے) پر لوٹ آتی ہے۔''

2۔ اس صورت میں ضرور تفریق جماعت کا الزام اس شخص پر آیا اور بے شبہ (وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ) کا خلاف اس سے ہوا۔

3۔ ایسی حالت میں یہ لوگ شرعاً مذموم ہیں، نہ کہ ممدوح، جو لوگ دنیا کے بندے ہیں کہ جس سے ان کو دنیا ملے اس سے خوش رہیں اور جس سے نہ ملے ناخوش، ایسے لوگوں کے حق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت بددعا فرمائی ہے۔ کتاب "الترغيب والترهيب" (ص: 248) للحافظ المنذری رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

رواہ أبوہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال: ((تعس عبد الدینار وعبد الدرہم وعبد الخمیصۃ))

وفی روایۃ عبد القطیفۃ

((إن أعطي رضي وإن لم يعط سخط تعس وانتكس وإذا شيك فلا انتقش طوبى لعبد آخذ بعنان فرسه في سبيل الله أشعث رأسه مغبرة قدماه إن كان في الحراسة كان في الحراسة وإن كان في الساقة كان في الساقة إن استأذن لم يؤذن له وإن شفع لم يشفع))[3]

''سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، دینار درہم اور پوشاک کا (پرستار) بندہ ہلاک ہوا، اگر اسے دیا جائے تو خوب اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہوتا ہے۔ وہ ہلاک ہوا اور ذلیل ہوا، جب اسے کانٹ چبھے تو نہ نکالا جائے۔۔۔ الحدیث

4۔ صلحائے امت میں سے کسی کو، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا اور کوئی، برا کہنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں عموماً اموات مسلمین صالحین کے برا کہنے سے نہیں آئی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجنائز کے آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ , فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا". [4].

''فوت شدگان کو برا بھلا مت کہو، کیوں کہ وہ تو اپنے کیے کے پاس جاچکے ہیں''

سورہ حشر میں اپنے اور ان کے لیے یوں دعا کرنے کا حکم کیا ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ١٠ ... سورة الحشر

''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے''

جو قول کسی کا خلاف کتاب وسنت ملے، اس کو چھوڑ دینا اور مجتہدین دین کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیے اور ان کا جو قول کتاب وسنت کے خلاف ملے، اس کو ان کی اجتہادی غلطی پر محمول کرنا چاہیے۔ جس میں وہ معذور ہیں، بلکہ ماجور اور اپنا عمل کتاب وسنت کے مطابق رکھنا چاہیے۔ سلف صالحین وائمہ دین کا یہی طریقہ مرضیہ چلا آتا ہے۔

6۔ آیت کریمہ:۔

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ٦٨ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ٦٩ ... سورة الانعام

''یعنی اور جب تو اُن لوگوں کو دیکھے، جو ہماری آیتوں میں خوض کرتے ہیں تو تو ان سے منہ پھیر لے، یعنی ان کے ساتھ نہ بیٹھ، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں خوض کریں اور اگر شیطان تجھ کو (ان سے منہ پھیرنا) بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ان کے ساتھ نہ بیٹھ اور جو لوگ کہ ہماری آیتوں میں خوض کرنے والوں ظالموں کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرتے ہیں، ان پر ان ظالموں کے محاسبہ میں سے کچھ نہیں ہے، لیکن ان پر ان ظالموں کو نصیحت کر دینا ہے تاکہ وہ بچیں۔''

مع آیت مابعد میں اس بات کا بیان ہے کہ جو لوگ اپنی مجلسوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن شریف کی ہجو اور بُرائی بیان کریں یا احکام شریعت کے ساتھ ٹھٹھا کریں اور معصیت کے کام میں مشغول ہوں، اس وقت مسلمانوں کو ان کی مجلسوں میں بیٹھنا منع ہے اور اگر ایسے وقت میں بھی ان کے پاس بیٹھے رہ جائیں گے اور نہ اُٹھیں گے تو انھیں کے مثل ہو جائیں گے اور وہی مواخذہ و محاسبہ اللہ کا جو اُن سے ہوگا، ان سے بھی ہوگا اور اگر بھول کر بیٹھے رہ جائیں تو ان کو جس وقت یہ حکم یاد آ جائے، اسی وقت وہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور ذرا بھی اس میں دیر نہ کریں۔

ہاں جو لوگ نصیحت کرنے کے لیے بیٹھے رہ جائیں، اس امید پر کہ شاید ان کی نصیحت سے ان کو کچھ فائدہ ہو جائے اور نصیحت سن کر گناہ سے باز آ جائیں تو ان کو اجازت ہے۔ کفار مکہ اس قسم کی ناشائستہ حرکات اپنی مجلسوں میں کر کے اپنا منہ کالا کیا کرتے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان آیات میں مذکورہ بالا ہدایتیں فرمائیں۔ یہی ان آیات کا شان نزول ہے، لیکن حکم ان آیات کا ہر ملک اور ہر زمانے کے لوگوں کے لیے ہے۔

8۔ جو شخص کہتا ہے کہ مرتکبان کبیرہ جو بدون توبہ مرگئے ہیں، ان پر عذاب ہونا ضرور ہے، اس کا قول باطل و غلط اور عقیدہ معتزلہ و خوارج کے موافق ہے اور جو شخص کہتا ہے کہ وہ لوگ اللہ کی مشیت میں ہیں، چاہے ان کو عذاب کرے اور چاہے بدون عذاب بفضل و کرم اپنے یا بذریعہ شفاعت شافعان انھیں بخش دے، اس کا قول حق و صواب اور عقیدہ اہل سنت

وجماعت کے موافق ہے اور (مادُون ذٰلِک) کے تحت میں سوائے شرک کے سب گناہ داخل ہیں، کبیرہ ہوں یا صغیرہ۔ شرح مواقف (ص: 790 مطبوعہ نولکشور) میں ہے :

"اوجب جمیع المعتزلہ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذامات بلا توبۃ ولم یجوزوا ان یعفواللہ عنہ " انتہی

’’کبیرہ گناہ کا مرتکب جب بغیر توبہ کے فوت ہوگیا تو تمام معتزلہ اور خوارج نے اس پر عذاب کا ہونا لازم کیا ہے اور انھوں نے اس بات کو درست قرار نہیں دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے‘‘

نیز اسی صفحہ میں ہے :

"قالت المعتزلہ والخوارج : صاحب الکبیرۃ اذا لم یتب عنہا فخلد فی النار ولا یخرج عنہا ابدا" انتہی

’’معتزلہ اور خوارج نے کہا ہے کہ مرتکب کبیرہ نے جب اس سے توبہ نہ کی تو وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا، اس سے کبھی نہیں نکلے گا‘‘

صفحہ (713) میں ہے :

"الثانی : الآیات الدالۃ علیہ اي العفو عن الکبیرۃ قبل التوبۃ نحو قولہ تعالیٰ (وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ) (النساء : ١٤٨) فان ماعدا الشرک داخل فیہ ولا یمکن التقیید بالتوبۃ لان الکفر مغفور معہا فیلزم تساوي ما نفی عنہ الغفران وما ثبت لہ وذلک مما لا یلیق بکلام عاقل فضلا عن کلام اللہ وقولہ :

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا (الزمر: ٥٣)

فانہ للکل فلا یخرج عنہ الا ما اجمع علیہ وقولہ :

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ والتقریر ما ذکرنا آنفا الی غیر ذلک من الآیات الکثیرۃ" انتہی

’’دوسری وجہ وہ آیات ہیں جو اس پر، یعنی توبہ سے پہلے کبیرہ گناہ کی معافی پر دلالت کرتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :۔

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ

’’اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے، جسے چاہے گا‘‘

یقیناً شرک کے سوا ہر گناہ اس میں داخل ہے اور اس کو توبہ کے ساتھ مقید کرنا ممکن نہیں ہے، کیوں کہ توبہ کے ساتھ کفر سے معافی مل جاتی ہے تو اس سے اس کی اس گناہ کے ساتھ برابری لازم آتی ہے، جس سے معافی کی نفی کی گئی ہے اور جس کے لیے معافی ثابت ہے اور یہ کسی عاقل کے کلام میں لائق نہیں ہے، چہ جائے کہ یہ کلام اللہ میں ہو۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان :

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا

’’بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔‘‘

بلاشبہ یہ غفران و معافی تمام گناہوں کے لیے ہے، سوائے اس کے جس پر اجماع ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے :

وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُو مَغْفِرَۃٍ لِلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِہِمْ ... ٦ ... سورة الرعد

''اور بے شک تیرا رب یقیناً لوگوں کے لیے ان کے ظلم کے باوجود بڑی بخشش والا ہے "ابھی جو ہم نے بات ثابت کی ہے، اس پر بہت سی آیات ہیں''

شرح فقہ اکبر (ص:86) میں ہے:

"المعصیة تحت المشئیة عند اہل السنة والجماعة لقولہ تعالی: ((اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَشَاءُ)) اي من غیر توبة والا فہو سبحانہ:

((یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ)) (التوبہ:104) ویغفر بہا الشرک وغیرہ بمقتضی وعدہ واخبارہ خلافا للمعتزلة حیث یقولون: یجب علی اللہ تعالیٰ عقاب العاصی الخ

''اہل سنت وجماعت کے نزدیک معصیت مشیت کے تحت ہے، کیوں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَشَاءُ

''بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے جسے چاہے گا۔''

یعنی بغیر توبہ کے ورنہ تو اللہ تعالیٰ:

ہُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ ... ١٠٤ ... سورة التوبة

''اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے'' اور وہ اپنے حسب وعدہ وخبر توبہ کے ساتھ شرک وغیرہ کو معاف کرتا ہے، برخلاف معتزلہ کے، وہ کہتے ہیں:

''عاصی کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔۔۔الخ''

نیز صفحہ (181) میں ہے:

"وعند الخوارج من عصی صغیرة او کبیرة فہو کافر مخلد فی النار اذا مات من غیر توبة وعند المعتزلة تفصیل فی المسئلة فان کانت کبیرة یخرج من الایمان ولا یدخل فی الکفر الا انہ مخلد فی النار وان کانت صغیرة واجتنب الکبائر لا یجوز التعذیب علیہا وان ارتکب الکبائر لا یجوز العفو عنہا ورد علیہم باجمعہم قولہ سبحانہ: ((وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَشَاءُ))

''خوارج کے نزدیک صغیرہ وکبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے اور اگر وہ بغیر توبہ کیے مر گیا تو وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا۔ معتزلہ کے نزدیک اس مسئلے میں تفصیل ہے: اگر تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا اور وہ کفر میں داخل نہیں ہو گا، ہاں! وہ آگ میں ہمیشہ رہے گا۔ اگر اس کا گناہ صغیرہ ہو اور وہ کبیرہ سے اجتناب کرے تو اسے عذاب کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ کبائر کا مرتکب ہو تو اسے معاف کرنا جائز نہیں ہے۔''

فرمان باری تعالیٰ:

وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَشَاءُ

''اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے۔ جسے چاہے گا''

ان تمام باتوں کا رد کرتا ہے۔

"غنیۃ الطالبین"(ص:156چھاپہ لاہور) میں ہے :

"ونعتقدان المومن وان اذنب ذنوبا کثیرۃ من الکبائرَ والصغائرَ لایکفر بہا وان خرج من الدنیا بغیر توبۃ اذامات علی التوحید والاخلاص بل یرد امرہ الی اللہ عزوجل ان شاء عفا عنہ وادخلہ الجنۃ وان شاء عذبہ وادخلہ النار"

"ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ مومن کو،اگرچہ وہ بہت سے صغیرہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوچکا ہو،ان کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جائے گا،اگرچہ وہ بغیر توبہ کے دنیا سے رخصت ہوا ہو،بشرط یہ کہ اس کی موت توحید اور اخلاص پر واقع ہوئی ہو،بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا۔چاہے تو اسے معاف کرکے جنت میں داخل کرے اور چاہے تو اسے عذاب دینے کےلیے آگ میں داخل کرے"

---

[1]۔ صحيح البخاري رقم الحديث(5753) صحيح مسلم رقم الحديث(60) ح

[2]۔ صحيح البخاري رقم الحديث(6044) صحيح مسلم رقم الحديث(61)

[3]۔ صحيح البخاري رقم الحديث(2730)

[4]۔ صحيح البخاري رقم الحديث(1329)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الادب، صفحہ:704

محدث فتویٰ